این جی اوز NGOs
کا اسلامی نقطۂ نظر سے تحقیقی و تقابلی مطالعہ

از: حمیدہ بانو
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہء اسلامیات فرنٹیئر کالج برائے خواتین

تعریف

اگر معاشرے کے چند افراد کسی مقصد کی تکمیل کے لئے اکٹھے ہو کر کوئی تنظیم بنالیں تو اسے این جی او کہتے ہیں۔ این جی او Non-Governmental Organization کا مخفف ہے۔ یعنی غیر حکومتی ادارہ۔ بنیادی طور پر این جی اوز سماجی ادارے ہیں، جو کسی معاشرے کی سماجی اور ذہنی سطح کو اُبھارنے اور ترقی دینے میں مدد دیتے ہیں۔ این جی اوز کا کام معاشرے کے اجتماعی مفاد کے لئے ہوتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت وہ لوگوں کو بنیادی ضروریات فراہم کرتے ہیں۔ یہ حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر بھی کام کرتے ہیں اور ان کو معاشی مدد اور تکنیکی سہولیات فراہم کرتے ہیں اور حکومتی منصوبوں کی تکمیل میں مدد کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ ''اکنامک اینڈ سوشل کمیشن فار ایشیاء اینڈ پیسفک'' کے مطابق این جی اوز کا بنیادی مقصد معاشرے کے ان غیر ترقی یافتہ طبقے کی خدمت کرنا ہوتا ہے جس تک حکومت کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ یہ عام طور پر غیر رسمی Informal طریقے سے کام کرتے ہیں، یعنی معاشرے میں جا کر ان لوگوں کی ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر خدمت انجام دیتے ہیں۔[1]

این جی اوز کی اقسام

یہ ادارے ملک کے قوانین کے اندر رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور اسی قانون کے مطابق کام کرتے ہیں۔

ایک سال بعد ان کی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ان کے ممبران کی تعداد کم از کم ۳۰ ہوتی ہے۔ [۲]

پاکستان میں بہت سی غیر سرکاری تنظیمیں سرگرم عمل ہیں جن میں سے کچھ ملکی اور کچھ غیر ملکی ہیں۔ملکی تنظیموں میں بعض رجسٹرڈ ہیں اور بعض غیر رجسٹرڈ تنظیمیں اگر رفاہی ،فلاحی یا ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہتی ہیں تو اس کے لئے رجسٹریشن ضروری نہیں تاہم بعض مخصوص سرگرمیاں ایسی ہیں جو تنظیم کے کسی خاص قانون کے تحت رجسٹرڈ ہونے کے بعد ہی انجام دی جاسکتی ہیں۔رجسٹریشن کے بعد تنظیم کو چند ایسے فوائد حاصل ہو جاتے ہیں جو بصورت دیگر اسے حاصل نہیں ہوتے۔رجسٹریشن کے بعد تنظیموں کو سرکاری سطح پر اور مالی اعانت کی تنظیموں کے مابین ایک قانونی مقام حاصل ہو جاتا ہے اور تنظیم کے ارکان اپنی تنظیم کی نمائندگی کر سکتے ہیں۔تنظیم کے نام سے بینک اکاؤنٹ کھولا جاسکتا ہے اور تنظیم کی طرف سے معاہدوں پر دستخط کئے جاسکتے ہیں۔رجسٹرڈ تنظیم مخصوص سرکاری اداروں اور مقامی ملکی اور بین الاقوامی عطیہ دہندگان کی طرف سے مالی امداد بھی حاصل کرسکتی ہے۔اس کے علاوہ متعلقہ رجسٹریشن حکام کی طرف سے مدد اور رہنمائی اور متعلقہ محکموں کی طرف سے معاہدے،عطیات،تعاون،مخصوص آمدنیوں پر ٹیکس سے چھوٹ،تربیت کے مواقع،تکنیکی امداد،گاڑیوں،آلات اور اجناس کے حصول میں رعایت حاصل کر سکتے ہے۔تاہم یہ فوائد تمام رجسٹریشن قوانین میں یکساں طور پر میسر نہیں اور نہ ہی تمام غیر سرکاری تنظیمیں اس کا مطالبہ کرسکتی ہیں۔ [۳]

پاکستان میں پانچ قوانین ایکٹ آرڈیننس موجود ہیں جن کے تحت کسی غیر سرکاری تنظیم کی رجسٹریشن ہوسکتی ہے۔ان قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی تنظیموں کو پانچ بنیادی اقسام پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔سماجی بہبود کے ادارے

ان سے مراد ایسی تنظیمیں ہیں،جنہیں کوئی شخص اپنی مدد آپ کے تحت اپنی مرضی سے قائم کرتا ہے۔یہ تنظیمیں مختلف سماجی بہبود کے کام کرتی ہیں اور زیادہ تر مخیّر حضرات کے چندوں اور حکومتی امداد پر چلتی ہیں۔ان تنظیموں کی رجسٹریشن سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے کروائی جاتی ہے۔ [۴]

۲۔سوسائٹیز

کم از کم سات یا اس سے زیادہ افراد مل کر ایک سوسائٹی بناتے ہیں۔ جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ان کی رجسٹریشن ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز میں ہوتی ہے۔ ۵

۳۔کواپریٹو ادارے

یہ ادارے کواپریٹو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۲۵ کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ ان کی رجسٹریشن رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز حکومت پاکستان سے ہوتی ہے۔ یہ اگرچہ منافع کمانے والے ادارے ہیں۔لیکن دیگر این جی اوز کی طرح یہ بھی عوام کی خدمت کرتے ہیں۔ ٦

۴۔غیر نفع بخش کمپنیاں

یہ کمپنیاں ۱۹۸۴ کے آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ان کی رجسٹریشن پہلے رجسٹرار جائنٹ سٹاف کمپنیز کے دفتر سے ہوتی تھی اب سکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کے دفتر سے ہوتی ہے۔ اس آرڈیننس کے تحت بہت کم این جی اوز رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔جس کی بڑی وجہ لوگوں کی لاعلمی ہے۔کوئی بھی ایسا ادارہ جو تجارت،فنون لطیفہ،سائنس، مذہب اور سماجی خدمات کے میدان میں کام کرتا ہو، وہ غیر نفع بخش کمپنی کی حیثیت سے رجسٹرڈ ہوسکتا ہے۔ یہ کمپنیاں منافع کو ممبران میں تقسیم نہیں کرتیں بلکہ ادارے کی ترقی کے لئے اسے استعمال کرتے ہیں۔ ۷

۵۔ وقف(Trust)

اوقاف کے اداروں کو ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔ یہ ادارے ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز سے رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ایسے اداروں کی کوئی مخصوص شکل نہیں ہوتی بلکہ کسی متعین سرمائے جائیداد کو لوگوں کے مخصوص فوائد کے لئے وقف کردیا جاتا ہے۔ مثلاً قبرستان ، پارک ، باغ یا تعلیمی ادارے وغیرہ۔ جائیداد یا سرمائے کو بطور تحفہ بھی دیا جاسکتا ہے یا پھر کسی فرد یا ادارے کو اس کے مالکانہ

حقوق منتقل کئے جا سکتے ہیں۔جس شخص کے نام یہ جائیداد منتقل ہو جاتی ہے،اسے ٹرسٹ کہتے ہیں اور جن لوگوں کے لئے یہ ٹرسٹ بنایا جاتا ہے۔انہیں Beneficiary کہا جاتا ہے۔ٹرسٹ کسی بھی جائز کام کے لئے ہوسکتا ہے۔اس کا فائدہ کسی مخصوص فرد یا گروہ کے لئے نہیں بلکہ پورے معاشرے کے لئے ہوتا ہے۔ ۸

این جی اوز کی مالی معاونت کرنے والے ادارے

کسی تنظیم کو چلانے کے لئے مؤثر تنظیمی ڈھانچے، مخلص کارکن اور بے لوث قیادت کے ساتھ ساتھ مالی وسائل بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔گاؤں کی چھوٹی سی تنظیم سے عالمی سطح پر کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیم تک فنڈز سب کا بنیادی مسئلہ رہا ہے۔فنڈز اکٹھا کرنے کے راستے تو بہت ہیں لیکن ان میں سے چند ہی ایسے ہیں جو کامیابی کی منزل کی جانب لے جاتی ہیں۔اس مقصد کے لئے چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔قربانی کے کھالوں کے لئے اپیل کی جاتی ہے۔مخیّر حضرات کے جذبات کو اُبھارا جاتا ہے۔خدمت کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ تنظیم اور عطیہ دھندگان کو نفع ہو مثلاً سیمینار، واک، اشاعتی پروگرام، میلہ اور دستکاریوں کی نمائش وغیرہ،اس کے علاوہ تنظیم کو ایسے لوگ عطیات دیتے ہیں، جو تنظیم کے کام سے بہت متاثر ہوں۔کچھ نیشنل اور انٹرنیشنل ادارے بھی فنڈز فراہم کرتے ہیں،اس کے لئے ضروری ہے کہ ادارہ ان کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہو اور ان منصوبوں کے مطابق کام کرتا ہو اور منصوبے ان کے معیار کے مطابق ہوں۔یہ ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

ایکشن ایڈ، آغا خان فاونڈیشن،ایشائی ترقیاتی بینک،آسٹریلیا کی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی، آسٹریلین ہائی کمیشن(AHC)،کینیڈین بین الاقوامی ایجنسی برائے ترقی(CIDA)،کیتھولک ریلیف سروسز(CRS)، چرچ ورلڈ سروس(CWS) کمیشن برائے یورپین کمیونٹی(CEC)شعبہء برائے بین الاقوامی ترقی، جاپان ایمبسی، عالمی ادارہ خوراک وزراعت(F A O)، فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ(FES)، فریڈرک نومن فاونڈیشن(FNF)، ہنس سیڈل فاونڈیشن (HSF)، ہنسرچ بول فاونڈیشن، بین الاقوامی ادارہ محنت(IVO)،ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی جاپان(JICA)،

بین الاقوامی ادارہ ترقی ہالینڈ (NOVID)، کمیٹی برائے قحط وخشک سالی (OXFAM)، فنڈ برائے خاتمہ غربت (PPAF)، پلان انٹرنیشنل، سیودی چلڈرن، سوشل ایکشن پروگرام (SAP)، ساوتھ ایشیا پارٹنرشپ پاکستان، سوس ایجنسی برائے ترقی وتعاون (SDC)، انٹرکوآپریشن سوئٹزرلینڈ، دی ایشیا فاونڈیشن (TAF)، جرمن ایجنسی برائے تکنیکی تعاون (GTZ)، اور سیزا کنامک فنڈ آف جاپان، رائل نیدرلینڈ ایجنسی، ورلڈ بینک، ٹرسٹ والنٹری آرگنائزیشن، اقوام متحدہ کا ادارہ برائے ترقی، اقوامی متحدہ کا ادارہ برائے تعلیم، سائنس وثقافت، اقوام متحدہ کا ادارہ برائے انسداد منشیات، اقوام متحدہ کا فنڈ برائے آبادی، عالمی ادارہ خوراک۔[9]

اسلام اور این جی اوز

مظلوم اور کمزور کی حمایت کے لئے تقریباً ہر زمانے میں غیر حکومتی سطح پر انفرادی کوششیں تاریخ کا حصہ ہیں۔قبل از اسلام کی مثال اس معاہدے کی صورت میں دی جاسکتی ہے، جسے حلف الفضول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب عاص بن وائل نے زبید کے ایک شخص سے سامان خریدا اور اس کا حق روک لیا جس پر قریش کے قبائل بنی ہاشم، بنی مطلب، بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن زہرہ، بنی کلاب اور بن تمیم کے کچھ لوگ عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور آپس میں یہ عہد کیا کہ مکہ میں جو مظلوم نظر آئے خواہ وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا یہ سب اس کی حمایت کریں گے اور اس کا حق دلا کر رہیں گے۔اس اجتماع میں نبیؐ بھی تشریف فرما تھے جو اس وقت نبوت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ان اصحاب نے عاص بن وائل سے اس زبیدی کا حق دلایا۔[10]

نبیؐ نے اس معاہدے میں حصہ لے کر امت مسلمہ کے لئے سنت قائم کردی کہ مظلوم کی حمایت کے لئے جدوجہد کرنا عین اسلام کے اُصولوں کے مطابق ہے۔اسی پر قیاس کر کے انسانیت کی خدمت کے تمام کاموں کے لئے تنظیم بنانا اور انسانیت کی خدمت کرنا عین سنت نبویؐ ہے۔اسلام نے آغاز سے ہی ایک ایسے فلاحی معاشرے کی بنیاد رکھی جس میں کفالت عامہ کا اُصول کارفرما رہا ہے۔کفالت عامہ کو منظم کرنے کے لئے اسلام نے زکوٰۃ کا نظام متعارف کروایا جس کی رو سے پوری انسانیت کو چھوٹے

چھوٹے یونٹوں میں تقسیم کرکے ہر یونٹ کے اصحاب ثروت اور دولت مند افراد سے زکوٰۃ جمع کرنا حکومت کی ذمہ داری بنی اور جمع شدہ زکوٰۃ کو اسی یونٹ کے فقراء، مساکین اور اہل حاجت پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔اس اُصول کو نبیؐ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

توخذ من اغنیاء ھم وترد الی فقراء ھم [11]

''زکوٰۃ ان کے مالدار لوگوں سے لے کرانہی کے فقراء میں واپس کردیں''

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قرآن پاک میں عذاب آخرت کی وعید دی گئی ہے فرمایا:

وویل للمشرکین الذین لایؤتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھمکافرون [12]

''اور مشرکین پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں''۔

صدقات

سالانہ بنیادوں پر واجب الادا زکوٰۃ کی مقررہ مقدار کے علاوہ بھی مسلمانوں کو یہ تحریک دلائی گی کہ فقراء، مساکین، بیوگان، یتامیٰ، اہل حاجت، قیدیوں اور معاشرے کے نچلے طبقوں کی ضروریات کی کفالت میں اپنا حصہ ڈالے۔جس کے اثرات دنیا بھر میں صدقات اور خیرات کی گراں قدر نشانیوں مثلاً ہسپتال، تعلیمی ادارے، مسافر خانے، سڑکیں، کنویں اور دیگر فلاحی اداروں کی شکل میں دیکھے جاسکتے ہیں۔مسلمان توان کاموں کو اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

کفارات

اسلام نے زکوٰۃ کے علاوہ دیگر عبادات کے ذریعے بھی انسانیت کی خدمت کے لئے تحریک پیدا کرنے کی ترغیب دی ہے۔مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جو اپنی جزئیات کے ساتھ فرض ہیں۔اگر ان جزئیات کو پورا کرنے میں کمی ہو جائے تو اس صورت میں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کی جائے، مثلاً روزے کے بارے میں پہلے حکم تھا۔

﴿وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیراً فھو

خیر له وان تصوموا خیراً لکم ان کنتم تعلمون﴾ ۱۳

''اور جولوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے ان کا فدیہ یہ ہے کہ مسکین کو کھانا کھلائیں، پھر جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر روزہ رکھو تو یہ تمہارے حق میں بہت اچھا ہے اگر تم جانو''۔

بعد میں یہ آیت منسوخ ہوئی اور روزے سب پر فرض کر دیئے گئے سوائے ایسے لوگوں کے جو بڑھاپے یا کسی مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں۔ ان کے لئے فدیہ دینے کا حکم ہے کہ روزے کے عوض ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دیں۔ گویا مصیبت زدہ انسانوں کی مدد کر کے روزے کے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

صدقہ فطر

روزوں میں اتفاق سے یا غیر شعوری طور پر کبھی کبھی لغو حرکتیں ہو جاتی ہیں۔ صدقہ فطر کے ذریعے مسکینوں کی جو مدد ہوتی ہے اس سے ان کی آلائش دھل جاتی ہے، اور وہ پاک ہو جاتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔

فرض رسولؐ زکوٰۃ الفطر طھرۃ للصیام من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین ۱۴

''رسولؐ نے صدقہ فطر فرض کیا ہے جو روزہ کو لغو حرکتوں اور ناپسندیدہ باتوں سے پاک کرتا ہے اور اس میں مسکینوں کی روزی ہے''۔

ظہار سے رجوع کا طریقہ

عرب میں جب لوگ اپنی بیوی سے ناراض ہوتے تو اسے ماں کی مثل قرار دے کر ازدواجی تعلقات ہمیشہ کے لئے توڑ لیتے اُسے ظہار کہا جاتا تھا۔ قرآن پاک نے اس حرکت پر تنقید کی، اور فرمایا۔

﴿الذین یظھرون من نسائھم ثم یعودون لماقالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون به والله بماتعملون خبیر ۝ فمن لم یجد فصیام شھرین

متتابعين من قبل ان يتما سا فمن لم يستطع فاطعام ستين مسكيناً ﴾ ۱۵

ترجمہ:

''جولوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں اور پھر اس بات سے رجوع کرنا چاہیں جو انہوں نے کہی تھی تو انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس حکم سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ پس جو شخص غلام نہ پائے اسے پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھنے ہوں گے۔ قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے''۔

قتل خطا کے احکام

اسلامی مملکت میں کوئی مسلمان غلطی سے دوسرے مسلمان کو قتل کر دے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کی دیت بھی اس پر واجب ہوگی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿فمن لم يجد فصيام شهرين متتا بعين توبة من الله و كان الله عليماً حكيماً ﴾ ۱۶

''اگر کوئی شخص غلام نہ پائے تو پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھے۔ یہ اس گناہ پر توبہ کا طریقہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

قسم کا کفارہ

اگر کوئی مسلمان کسی بات کو مستحکم کرنے کے لئے قسم کھائے اور پھر اسے توڑ دے تو اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿فكفارتة اطعام عشرة مساكين من اوسط ماتطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام﴾ ۱۷

ترجمہ:

''اس کا کفارہ ہے دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا جس شخص کو ان میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے''۔

گویا قرآن حکیم نے خدمت خلق اور انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کو بعض عبادات کا بدل قرار دے کر اس کے ذریعے ان کی کمی کو دور کر کے اسے وہ مقام عطا کر دیا کہ مذہب کے نظام میں اس سے بلند تر مقام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

سماجی بہبود آج سائنس بن گئی ہے۔ اس کی تہہ میں انسانوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کا جذبہ کار فرما ہے۔ جسے ہم خدمت خلق کہتے ہیں۔ اس کے بنیادی اُصول اسلام کے جذبہ خدمت سے مختلف نہیں ہیں۔ لیکن طریقہ کار مختلف ہے۔ طریقہ کار کے ساتھ ساتھ این جی اوز قائم کرنے والے انسانوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔

بعض لوگ انسانیت کی خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کرتے ہیں۔ بعض کی فطرت میں انسانیت کی خدمت کا جذبہ ہوتا ہے۔ اسی جذبے کی تسکین کی خاطر وہ این جی او قائم کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تا دیر لوگوں کے دلوں میں زندہ رہیں۔ اس فطری خواہش کی تکمیل کے لئے وہ مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ خدمت خلق کے ذریعے زندہ رہنا ایک ایسا اصول ہے کہ اس میں مذہب، عقیدے اور جنس کی قید نہیں۔ جو شخص بھی خدمت خلق کرے گا اس کا نام باقی رہے گا خواہ وہ گنگا رام کی طرح ہندو ہو جس نے گنگا رام ہسپتال بنوایا۔ دیال سنگھ کی طرح سکھ ہو، جس نے دیال سنگھ لائبریری قائم کی یا میو کی طرح انگریز ہو، جو میو ہسپتال کا بانی تھا۔ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ کا نام نہر بنانے کی وجہ سے زندہ ہے، جو انہوں نے مکہ معظمہ میں حاجیوں کے لئے بنائی تھی۔ لیڈی ولنگٹن کا نام اس کے ہسپتال اور مادر ٹریسا کا نام اس کی خدمت کی وجہ سے زندہ رہے گا۔ [۱۸]

کچھ لوگوں کے ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔انہیں دوسروں کے مفادات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی وہ ذاتی اغراض کے لئے این جی او قائم کرتے ہیں اور یہی اغراض زندگی بھران کی تگ ودو کا مرکز بنی رہتی ہیں۔بعض لوگوں میں خدمت کا جذبہ ہوتا ہے لیکن نظر محدود ہوتی ہے۔انہیں اپنے قریب ترین افراد کا مفاد عزیز ہوتا ہے۔ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یہی لوگ جب این جی او قائم کرتے ہیں۔تو ان کا مقصد معاشرے میں عزت وتوقیر اور عہدہ ومنصب خریدنا ہوتا ہے۔وہ اسی سے دولت سمیٹتے ہیں اور ہر طرح کے مادی فوائد حاصل کرتے ہیں۔یہ لوگ ایسے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے فائدہ اُٹھا کر مغربی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کریں اور ان سے امدادی رقوم ہتھیانے کے علاوہ دوسرے مفادات بھی حاصل کریں۔اس قسم کی این جی اوز کا مطمع نظر چونکہ دنیاوی مال ومتاع کا حصول ہے اسلئے وہ مغربی دنیا کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوتے ہیں۔یہ این جی اوز چونکہ ڈونرز کی وجہ سے چلتی ہیں،اس لئے یہ ہمیشہ ہی بیرونی ایجنڈے پر کام کرتی ہیں یہ بیرونی منصوبوں پر کام کرتے ہیں ایسے منصوبے جو خود ان کی سمجھ میں بھی نہیں آتے۔ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے مختلف این جی اوز وجود میں آ گئی ہیں۔جن میں سے کچھ مشنری این جی اوز ہیں جو مذہب کی تبدیلی کے لئے تگ ودو کر رہی ہیں۔

کچھ این جی اوز علماء کو روشن خیال بنا رہی ہیں۔یہ روشن خیال اسلام کی حامی ہوتی ہیں۔خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی این جی اوز خواتین کی آزادی کا نعرہ لگا کر ان کو خاندانی بندھن سے آزاد کر کے گھروں سے باہر نکلنے کی ترغیب دے رہی ہیں۔جس سے بے حیائی اور عریانی کا سیلاب برپا ہو جائے گا۔

آبادی کی بہبود اور انسانیت کی بھلائی کے نام پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے جو کروڑوں ڈالر اور بیش بہا انسانی ومادی وسائل ترقی پذیر اور پسماندہ قوموں پر بے دریغ خرچ کئے جا رہے ہیں ان کا مقصد اپنی سیاسی برتری اور معاشی بالادستی کو قائم رکھنا اور قرضے دے کر معاشی تسلط قائم کرنا ہے۔ 19

انسانی حقوق کا واویلا کرنے والے بارود برسا کر پہلے خود معذور کرتے ہیں پھر ہمدردی کرتے

ہوئے ان کا علاج کرتے ہیں۔ بارودی سرنگیں بچھاتے ہیں اس کے نتیجے میں معذور ہونے والے افراد کے علاج کے لئے این جی او قائم کر لیتے ہیں جو معذوروں کا علاج کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے والی این جی اوز ملک میں ہسپتال، سکول اور کالجز قائم کرتی ہیں، اور ان میں اپنی تعلیمات کو عام کرتی ہیں۔

اسلامی نقطہء نظر سے مسلم اور غیر مسلم این جی اوز کا تقابلی جائزہ

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے لوگ مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں مثلاً:

عیسائیت:

عیسائی مبلغین نے ہر دور میں سماجی خدمات انجام دیں۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی ان کی خدمات کی بدولت کافی سماجی ادارے وجود میں آئے جن کی وجہ سے پنجاب، سندھ اور سرحد میں صحت اور تعلیم کے میدان میں بہت ترقی ہوئی۔ عیسائیوں کے بنائے ہوئے سکولوں میں ایڈورڈ چرچ سکول پشاور جو اب کالج کی سطح پر ترقی کر گیا ہے۔ جیسن اینڈ میری کانونٹ سکول سیالکوٹ اور سینٹ جوزف کانونٹ سکول کراچی بہت مشہور ہیں۔ ان مبلغین نے سکولوں کے علاوہ ہسپتال، ڈسپنسریاں، یتیم خانے اور ہاسٹل بھی قائم کیے۔[20]

پارسی:

عیسائیوں کے علاوہ پارسیوں نے بھی بہت سے سکول قائم کیے جن میں بی وی ایس پارسی گرلز سکول کراچی جن کا شمار اب بھی پاکستان کے بڑے تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ ٹیکنکل تعلیم کے شعبے میں پارسی ٹرسٹ نے ۱۹۲۴ میں این ای ڈی انجینیر نگ کالج قائم کیا جو اب این ڈی ای ڈی انجینیر نگ یونیورسٹی کے طور پر خدمات انجام دے رہا ہے۔ [21]

ہندوازم:

ہندوؤں کی مقدس کتاب میں بھی خدمت خلق پر بہت زور دیا گیا ہے مذہب میں ان کاموں کو زیادہ

اہمیت دی جانے لگی اور صدقہ وخیرات کی پرزور تاکید کی جانے لگی جس سے مندروں میں دولت کے انبار لگ گئے ۲۲

بدھ ازم:

بدھ مذہب کے لوگوں نے بھی رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان کے رفاہی کاموں کی وجہ سے لوگ بدھ مذہب کے خیرات وصدقات کی کہانیاں لوگوں کو سناتے تھے۔

بدھ مذہب کے پہلے بادشاہ اشوکا نے تشدد کا راستہ ترک کر کے لوگوں کی خدمت کو اپنا مشن بنایا۔ اس نے ایسی سڑکیں بنائیں جس کے دونوں طرف سایہ دار درخت تھے اس کے علاوہ اس نے کنویں، شفا خانے اور سرائے تعمیر کیں۔ یہ سارے کام وہ بغیر کسی مذہبی امتیاز کے کرتا تھا۔ ۲۳

مسلمانوں نے بھی خدمت خلق میں بھرپور حصہ لیا اور انہیں نئے انداز سے متعارف کرایا۔ مسلمانوں کی تعلیمات میں امن محبت اور برداشت کا پیغام ملتا ہے۔

خدمت خلق کا فریضہ آج بھی تمام مذاہب کے لوگ ادا کر رہے ہیں اور خدمت کا انداز بھی ایک جیسا ہے۔ آج مسلم اور غیر مسلم این جی اوز انسانیت کی خدمت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس خدمت سے مختلف مذاہب کے لوگوں کا مقصد ومنشاء کیا ہے۔

ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ یا طویل ترین عرصے تک زندہ رہے لیکن نظام قدرت کا اٹل فیصلہ ہے کہ "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت" (ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے) انسان نے زندگی کو طول دینے کے لئے جس دوسرے متبادل پر اعتماد کیا وہ اولاد ہے۔ چنانچہ یہ عام تصور ہے کہ جس کی اولاد ہے وہی مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور جس کی اولاد نہیں اس کا بعد میں کوئی نام لیوا نہیں ہوتا۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ یہ سوچ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اب اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی یہ فطری خواہش پوری ہو تو اس کے لئے وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ اپنے سامنے رکھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ وحی کے رعب کے زیر اثر گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ

سے فرمایا۔ مجھے کمبل اڑھادو۔ انہوں نے کمبل اوڑھادیا۔ جب طبیعت ذرا بحال ہوئی تو آپؐ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنانے کے بعد فرمایا۔ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

كلّا والله لا يحزنك الله ابدا لتصل الرحم و تقرى الضيف وتحمل الكل وتصدق الحديث وتكسب المعدوم وتعين على نوائب الحق۔ ۲۴۔

ترجمہ:

''ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔ کیونکہ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتے ہیں۔لوگوں کے بوجھ خود اٹھالیتے ہیں،خود کماتے ہیں اور غرباء کو کھلاتے ہیں،مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔حق کے معاملے پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں''

اپنے جواب میں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسولؐ اللہ کو ضائع ہونے سے بچنے کی تسلی دیتے ہوئے جو دلیل دی وہ خدمت خلق کی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ: اہم معمولات بیان کئے جن سب کا تعلق خدمت خلق سے تھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہے، اس کا نام اور اس کا ذکر باقی رہے تو اس کا واحد راستہ مخلوق خدا کی خدمت ہے۔اس حوالے سے اگر دیکھیں تو دنیا میں کئی بڑی شخصیات نظر آتی ہیں جنہیں دنیا سے گئے سینکڑوں برس گزر گئے لیکن وہ لوگوں کے ذہنوں میں ابھی تک زندہ ہیں۔ان کا یہ دوام خدمت خلق کے باعث ہے۔ خدمت خلق کے ذریعے زندہ رہنا ایک ایسا اصول ہے کہ اس میں کسی مذہب، ملت، عقیدے اور جنس کی قید نہیں ہے۔ جو کوئی خدمت خلق کے لئے جو کام بھی کرے گا اس کا نام باقی رہے گا۔ خواہ وہ گنگا رام کی طرح ہندو ہو جس نے گنگا رام ہسپتال بنوایا۔ دیال سنگھ کی طرح سکھ ہو جس نے دیال سنگھ لائبریری قائم کی۔ یا میو کی طرح انگریز ہو جو میو ہسپتال کا بانی تھا۔ نہ صرف لاہور بلکہ پورے پاکستان کے شہری ان کی خدمات اور ان کے قائم کئے ہوئے رفاہی اداروں سے واقف ہیں۔ خلیفہ ہارون

الرشید کی بیوی زبیدہ نے حاجیوں کے لئے مکہ معظمہ میں ایک نہر بنوائی تھی جس کی وجہ سے آج تک اس کا نام زندہ ہے۔ لیڈی ولنگٹن کا نام اس کے ہسپتال اور مدر ٹریسا کا نام اس کی خدمت کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہے گا۔۲۵

خدمت کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کریں جیسا کہ برصغیر پاک وہند میں جب سماجی خدمات کا چرچا ہوا تو بہت سے لوگوں نے اپنا مذہب تبدیل کردیا خصوصاً ہندوؤں نے۔

خدمت خلق شہرت اور نام آوری کا بہترین ذریعہ ہے کسی کے حق میں اس شہرت کا حاصل ہونا کہ وہ انسانوں کا خیر خواہ اور ان کا خدمت گزار ہے۔ اس کے بارے میں حسن ظن اور اعتماد پیدا کرتا ہے۔ ایک دنیادار آدمی اسے کیش کرتا ہے اس سے وہ سوسائٹی میں عزت اور توقیر اور عہدہ ومنصب خریدتا ہے دولت وثروت سمیٹتا ہے اور ہر طرح کی مادی فوائد حاصل کرنے کے لئے اسے استعمال کرتا ہے وہ انسانوں کی خدمت اس لئے نہیں کرتا کہ ان سے ہمدردی ہے بلکہ ممنون احسان کرکے اپنی مادی اغراض پوری کرنا چاہتا ہے۔ جہاں اس کا امکان نہ ہو وہاں اس کا جذبہ خدمت پژمردہ ہوجاتا ہے۔ شہرت کیلئے کسی کار خیر کو انجام دینا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اس سے اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس پر جو وعید آئی ہے اسے بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، پر بار بار غشی طاری ہوئی حضرت معاویہؓ یہ سن کر زاروقطار رونے لگے حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

"قال رسول الله ﷺ الله تعالیٰ إذا كان يوم القيامة ينزل إلى العباد ليقضي بينهم وكلّ أمّة جاثية فأوّل من يدعوا به رجل جمع القرآن ورجلٌ قتل في سبيل الله ورجل كثير المال فيقول الله القارئ ألم أعلّمك ما أنزلت على رسولي

قال بلىٰ يا ربّ قال فماذا عملت فيما عملت قال
كنت أقوم به آناء اللّيل وآناء النّهار فيقول الله لهٗ
كذّبت وتقول الملائكة له كذبت ويقول الله له ألم
أدعك تحتاج إلى أحد قال بلىٰ يا ربّ قال فماذا
عملت فيما آتيتك قال كنت أصل الرّحم
وأتصدّق فيقول الله له كذبت وتقول الملائكة
كذبت ويقول الله بل أردتّ أن يقال فلان جواد وقد
قيل ذٰلك ويؤتى بالّذي قتل في سبيل الله فيقول
الله له فيماذا قتلت فيقول أمرت بالجهاد في
سبيلك فقاتلت حتّى قتلت فيقول الله له كذبت
وتقول له الملائكة كذبت ويقول الله بل أردت أن
يقال فلان جريئ فقد قيل ذٰلك وثمّ ضرب رسول
الله ﷺ ركبتي فقال يا أبا هريرة اولئك الثلاثة
أوّل خلق الله تسعّر بهم النّار يوم القيامة"۔۲۶؎

ترجمہ:

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا
تو اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف متوجہ ہوگا تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کردے اور ہر اُمّت گھٹنوں
کے بل بیٹھی ہوگی سب سے پہلے جس کو حساب کے لئے اللہ تعالیٰ بلائے گا وہ ایسا شخص ہوگا

جس نے قرآن حفظ کیا ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جو اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا ہوگا، اور ایک دولتمند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قاری سے فرمائے گا جو کچھ میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا کیا میں نے تمہیں اس کا علم نہ دیا تھا۔ وہ کہے گا باری تعالیٰ بے شک آپ نے مجھے اس کا علم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اچھا بتا تو نے اپنے معلومات میں سے کس کس چیز پر عمل کیا وہ عرض کرے گا۔ میں دن رات اس کی تلاوت کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری تو اس سے غرض یہ تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے تو تجھے ایسا کہا جا چکا۔ پھر دولتمند لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے دولت مندی و فارغ البالی نہیں عطا کی تھی یہاں تک کہ میں نے تمہیں کسی کا محتاج نہیں چھوڑا تھا اور تو لوگوں سے بے نیاز تھا۔ وہ عرض کریگا باری تعالیٰ آپ نے مجھے ضرور دولت دی تھی اور مجھے لوگوں سے بے نیاز کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تو بتلا تو نے میری عطا کردہ دولت سے کیا عمل کیا۔ وہ عرض کرے گا میں قرابتداروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے فرمائیں گے تو جھوٹا ہے۔ تو نے چاہا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے سو ایسا کہا گیا۔ اب شہید کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا وہ عرض کریگا کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں۔ چنانچہ میں نے جہاد کیا اور قتل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اور فرشتے بھی کہ تو نے جھوٹ کہا تو نے یہ نیت کی تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے سو ایسا کہا جا چکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے پہلے ان ہی تین شخصوں سے دوزخ کو بھڑکایا جائے گا۔"

حدیث کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ جو جس مقصد کیلئے خدمت کر رہا ہے اسے اس کا اجر اس کے مطابق ملے گا۔

بحثیت مسلمان تنظیم کی کارکردگی کو پرکھنے کے لئے سب سے پہلے ہم اسے قرآن وسنّت کی روشنی

میں دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کام کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی عمل کے پیچھے اچھے محرکات بھی ہوسکتے ہیں اور غلط محرکات کے تحت بھی وہ انجام پاسکتا ہے۔ اسلام نے عمل کے محرک کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ اس کے نزدیک کسی عمل کا جائز اور درست ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے محرک کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے۔ صحیح محرک کو اخلاص سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور غلط محرک کے لئے ''ریا'' کا لفظ ہے۔ تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اخلاص پایا جاتا ہو۔ اللہ کی رضا کے سوا کوئی دوسری غرض ان کے سامنے نہ ہو۔

خدا سے تعلق خدمت کے جذبے کو مستحکم کرتا ہے۔:

انسانوں کی خدمت کا رشتہ خدا کی عبادت سے جڑا ہوا ہے۔ جس دل میں خدا کی محبت موجزن ہوگی وہ اس کے بندوں کی محبت سے خالی نہیں ہوگا۔ اللہ پر ایمان لانے والے لوگ کسی ذاتی غرض یا خارجی دباؤ کے بغیر انسانوں کی خدمت کرتے ہیں ان کے سامنے کوئی دنیوی مفاد نہیں ہوتا۔ وہ اسے شہرت اور ناموری کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ صرف اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں اور اسی سے صلہ کی تمنا کرتے ہیں۔ ایسے ہی ادارے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ وسيجنبها الا تقىo الّذى يؤتى ماله يتزكّىo
وما لاحد عنده من نعمةٍ تجزىo الا ابتغاء وجه ربه
الاعلىo ولسوف يرضى﴾ [27]

ترجمہ:

''اور جہنم سے اس شخص کو دور رکھا جائے گا جو خدا سے بہت ڈرنے والا ہے۔ جو اپنا مال اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے خرچ کرتا ہے اس پر کسی کا احسان نہیں کہ وہ اس کا بدلہ دے۔ وہ تو صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضا چاہتا ہے اور بہت جلد وہ راضی ہو جائے گا''

گویا خدمت خلق کے اس جذبے کو خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کی سند اس وقت ملتی ہے جب اس

کے پیچھے اعمال کا دوسرا محرک نہیں ہوتا۔ اس کا انفاق، انسانوں سے اس کی ہمدردی وغمگساری اس لئے نہیں ہوتی کہ اس کی ثناء خوانی ہو اور اس کے قصیدے پڑھے جائیں یا وہ اس ہمدردی سے دنیا اور متاع دنیا خرید سکے۔ بلکہ اسے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جذبہء شکر سے اس کا سر جھک جاتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کی خدمت کی اسے توفیق بخشی۔ ایسے بہت سے ادارے ہیں جو خدمت خلق صرف اللہ کی رضا کی خاطر انجام دیتے ہیں۔ حقیقی کامیابی اُنھی اداروں کی ہے۔ ایسے بھی بہت سے ادارے ہیں جو شہرت وریا کے لئے کام کرتے ہیں۔ نیز دنیاوی مال ومتاع کا حصول ان کا مطمع نظر ہے وہ ادارے بھی بظاہر کامیابی کی طرف گامزن نظر آرہے ہیں لیکن آخرت کے دائمی فوائد سے یہ لوگ محروم ہونگے کیونکہ ریاکاری اعمال کو بے ثمر بنا دیتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ کالّذی ینفق ماله رئآالناس ولا یومن بالله و الیوم الاخر فمثله کمثل صفوان علیه تراب فاصابه وابل فترکه صلذا لا یقدرون علی شئ مماکسبوا والله لا یهدی القوم الکٰفرین﴾[۲۸]

ترجمہ:

''اس شخص کی طرح جو اپنا مال ریاکاری کیلئے خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بڑی چٹان پر مٹی جمع ہو جائے اس پر تیز بارش ہو اور وہ اسے صاف پتھر چھوڑ دے اس طرح وہ جو کچھ کمائیں گے وہ ان کے ہاتھ نہیں آئے گا اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا''

اس آیت میں ریا کے ساتھ خدا اور آخرت پر عدم ایمان کا ذکر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اخلاص اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ ایمان پایا جائے خدا اور آخرت پر ایمان کے بغیر کسی عمل کا ریاکاری سے پاک ہونا دشوار بالکل ناممکن ہے۔

مسلم اور غیر مسلم این جی اوز میں یہی فرق ہے۔ غیر مسلموں کے نزدیک خدمت ہی مذہب کی

روح اوراس کی اصل غرض وغایت ہے۔ مشرکین مکہ میں بھی کچھ اسی طرح کا احساس پایا جاتا تھا۔ وہ کعبۃ اللہ کی دیکھ بھال کرتے تھے، حاجیوں کے لئے پانی کا نظم کرنے اور ان کی خدمت کو کارِثواب سمجھتے۔ اُنھیں ان خدمات پر بڑا ناز تھا۔ اور اسکی وجہ سے وہ خود کو کعبۃ اللہ کی تولیت کا حقدار سمجھتے تھے۔ اسلام کسی بھی معاملے میں بے اعتدالی اور عدم توازن کو راہ پانے نہیں دیتا اور بساط زندگی میں جس عمل کی جو جگہ ہے اسے ٹھیک اسی جگہ رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں مشرکین کو ارشاد ہوا یہ خدمت اللہ اور آخرت پر ایمان، نماز اور زکوٰۃ دل کے خوف کے علاوہ ہر خوف سے پاک ہونا اسکے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد ،اس راہ میں جان و مال کی قربانی ،ہجرت، اور جہاد جیسے بلند و برتر اعمال کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتیں۔ یہ خوبیاں جن میں ہیں وہی کعبۃ اللہ کے متولی ہوں گے۔ تم اس کے حقدار نہیں ہوسکتے۔

﴿ انما یعمر مساجداللہ من اٰمن بااللہ والیوم الاخر و اقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخشَ الااللہ فعسی اُلٰئک ان یکونو امن المھتدین o اجعلتم سقایۃ الحآج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن بااللہ والیوم الآخر وجٰھد فی سبیل اللہ لا یستون عنداللہ واللہ لایھدی القوم الظالمین o الذین اٰمنو وھاجرواوجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظمُ درجۃ عنداللہ و اُولٰئک ھم الفآئزون o یبشر ھم ربھم برحمۃ منہ ورضوانٍ وجنٰت لھم فیھا نعیم مقیم o خالدین فیھا ابدًا ان اللہ عندہ اجر عظیم﴾ ۲۹

ترجمہ:

''اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، جو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈریں، انہی سے یہ توقع ہے کہ وہ ہدایت پائیں گے۔ کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی آبادکاری کو اس شخص کے عمل کے برابر ٹھہرالیا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ یہ دونوں اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ فاسقوں کی ہدایت نہیں کرتا۔ اللہ کے ہاں ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے، جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ اُنھیں ان کا رب اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسی جنتوں کی خوش خبری دیتا ہے جن میں ان کیلئے ہمیشہ کی نعمتیں ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا اجر ہے''

حقیقت یہ ہے کہ دین کے بہت سے تقاضے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسانوں کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود کی جدو جہد کی جائے۔ لیکن اسے انجام دے کر کوئی شخص دین کے دوسرے تقاضوں سے سبکدوش نہیں ہو جاتا۔ گویا خدمت خلق بھی ضروری ہے لیکن ایمان باللہ سب سے بڑھ کر ضروری امر ہے بغیر ایمان کے انسانیت کی خدمت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

سفارشات:

☆ این جی اوز اپنے تمام کام اسلام کی روح کے مطابق ڈھال لیں اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخلاص کی بنیاد پر خدمت کریں تا کہ معاشرے کو بھی فائدہ ہو اور مدد کرنے والے کے ثواب میں بھی کمی واقع نہ ہو۔

☆ اچھے کام کرنے والی این جی اوز کے ساتھ تعاون کریں۔ اگر ان میں خامیاں ہیں تو ان خامیوں کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔

☆ این جی او مالی طور پر مستحکم ہو۔ ڈونرز کے رحم وکرم پر نہ ہو۔ یعنی اپنے ملک میں اپنے وسائل سے فنڈز حاصل کرے کیونکہ جب تک تنظیم آزاد نہیں ہوگی وہ ترقی نہیں کر سکتی۔

☆ صاحب ثروت افراد این جی اوز قائم کریں۔ حکومتی ادارے اور مخیّر حضرات ان کی معاونت کریں اوران کی حوصلہ افزائی کریں۔

☆ تنظیمیں اور حکومتی ادارے تعلیم وتربیت کو زیادہ اہمیت دیں۔ تعلیم کو عام اورسستا کریں۔ اس مقصد کے لئے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبار وغیرہ کو مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کریں اور باقاعدہ تعلیمی چینل شروع کریں۔

☆ این جی اوز زیادہ موبائل اور تعلیمی ادارے کھولیں۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو فروغ دیں تا کہ ملک سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے۔

☆ ہنرمند تعلیم یافتہ افراد کو ہر ممکن سہولت فراہم کریں تا کہ اچھے دماغوں کی ہجرت محض معاشی حالات کی وجہ سے نہ ہو۔

تنظیموں میں کام کرنے والی خواتین اپنے آپ کو اسلامی لباس میں ملبوس کریں کیونکہ مغربی لباس ہمارے معاشرے کے لئے قابل قبول نہیں۔

☆ بیرونی این جی اوز سے رابطہ رکھیں اوران کے مفید تجربات سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں اچھے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کریں۔ ان کی مدد کریں ان سے مشاورت کریں اوران سے تربیت حاصل کریں۔ کیونکہ اسلام کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں۔

☆ ترقی کے کاموں اور منصوبوں میں مقامی افراد کو بھی عملی طور پر شامل کریں تا کہ ان کی ضروریات کے مطابق کام کیا جا سکے۔

☆ خدمت خلق کی منظّم جدوجہد کی جائے تا کہ ملک کو مسائل کی دلدل سے نکالا جا سکے۔

ماخذ ومراجع

۱۔ United Nations Economics and Social Commission for Asia and Pesific 1994, P.3.

۲۔ ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز، این ڈبلیو ایف پی پشاور، ایف سی ٹرسٹ بلڈنگ پشاور کینٹ

۳۔ محمد قاسم جان: غیر سرکاری تنظیموں کے رجسٹریشن قوانین: سہ ماہی سھلکار: شمارہ نمبر ۲: ۱۹۹۸ فرنٹیئر ریسورس سنٹر پشاور۔

۴۔ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر، ڈائریکٹریٹ آف سوشل ویلفیئر، گورنمنٹ آف این ڈبلیو ایف پی، یونیورسٹی روڈ پشاور۔

۵۔ ڈائریکٹر انڈسٹریز، ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز، این ڈبلیو ایف پی پشاور، ایف سی ٹرسٹ بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۶۔ رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز، گورنمنٹ آف پاکستان، بنوولنٹ فنڈ بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۷۔ سکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان: سٹیٹ لائف بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۸۔ ڈائریکٹر انڈسٹریز، ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز، این ڈبلیو ایف پی پشاور، ایف سی ٹرسٹ بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۹۔ Directory of Donor Organization in Pakistan: NGO Resource Center (A Project of Agha Khan Foundation) Revised and Updated Edition September 1998

۱۰۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، جلد دوم، ص ۱۱۵۔

۱۱۔ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اخذ الصدقۃ من اغنیاء وترد الی فقراء، جلد اول، ص ۶۴

۱۲۔ سورۃ حم السجدۃ: آیات ۶، ۷۔

۱۳۔ سورۃ البقرۃ: آیت ۱۸۴۔

۱۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الفطر، جلد اول، ص ۵۲۷۔

۱۵۔ سورۃ المجادلۃ: آیات ۴،

۱۶۔ سورۃ النساء: آیت ۹۲۔

۱۷۔ سورۃ المائدۃ: آیت ۸۹۔

۱۸۔ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن پشاور: فلاحی معاشرے کی تعمیر میں عبادات کا کردار، صفحات ۲۰۲-۲۰۵۔

۱۹۔ الز بتھ لیا گن: انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ: مترجم محب الحق صاحبزادہ، طاقت اور مفادات کا کھیل، مطبع عبدالرافع کمیونیکیشنز لاہور، زیر اہتمام انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، بلاک ۱۹، مرکز F-7 اسلام آباد، ص ۹۰۸

۲۰۔ Asif Iqbal, Hina Kan and Surkhab Javeed, Non Profit Sector in Pakistan, Historical background, by social Policy and development center in collaboration with Agha Khan foundations and Center for civil societies, John Hopkinson University USA 2004.

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری: الرحیق المختوم: المکتبۃ السلفیہ لاہور۔ص ۹۹
۲۵۔ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فاونڈیشن پشاور: فلاحی معاشرے کی تعمیر میں عبادات کا کردار، صفحات ۲۰۲-۲۰۵
۲۶۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: سنن ترمذی: ابواب الزھد: باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ: جلد۲: ص۱۲۳
۲۷۔ سورۃ اللیل آیات ۱۶ تا ۲۱
۲۸۔ سورۃ البقرۃ: آیت ۲۶۴
۲۹۔ سورۃ التوبۃ: آیات ۱۸۔۲۲